بعدالت عالیہ جموں و کشمیر اور لداخ میں

سرینگر

سی ایم (ایم) نمبر۔101/2021

اس پر محفوظ ہے: 12.07.2021

اس پر اعلان کیا گیا: 28.07.2021

ریاست جموں و کشمیر و دیگر

درخواست گزار (ایس)

بزریعہ: محترمہ آصفہ پیڈرو، اے اے جی

بنام

سید اینڈ کمپنی ....جواب دہندہ (ایس)

بزریعہ: مسٹر محسن قادری، سینئر ایڈوکیٹ

مسٹر تہسین سوفی، ایڈوکیٹ کے ساتھ

مسٹر منظور اے ڈار، وکیل کے ساتھ

مسٹر لکمان شہزاد، ایڈوکیٹ

کورم:

عزت مآب مسٹر جسٹس تاشی رابستان، جج

فیصلہ

1. یہ آئین بھارت کے آرٹیکل 277 کے تحت ایک رٹ پٹیشن ہے جسے سابقہ ریاست جموں و کشمیر کے آئین جموں و کشمیر کے دفعہ 104 کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ درخواست گزار کے بذریعے سرٹیریئرری کی تحریری درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ایگزیکٹو کورٹ کی طرف سے شروع کی گئی عمل درآمد -/3,45,762 کی کارروائی کو اس حد تک سرٹیوریری دے کہ وہ درخواست گزاروں کو 18 نومبر 2015 تک کمپاؤنڈ سود کے ساتھ -/2,26,53,629، یعنی 18 نومبر 2015 تک بجائے مدعاعلیہ کی طرف سے کیے گئے حساب کی بنیاد پر، چیف اکاؤنٹس آفیسر کے بذریعے درخواست گزاروں کے تاریخ 20 مئی 2016 تک -/20,86,000 کی ادائیگی کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ 2 نومبر 1998؛ 18 نومبر 2015؛ 1 دسمبر 2016؛ 13 جون 2017؛ 5 مئی 2017؛ اور 19 اگست 2017 کے احکامات کو بھی کال کی لکڑی 9004 سی ایف ٹی اور 3292 سی ایف ٹی کھال کے حوالے سے سادہ سود کے ساتھ رائلٹی ادا کرنے کی ہدایت کے ساتھ منسوخ کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔

2. درخواست گزاروں کی طرف سے رٹ پٹیشن میں جو مقدمہ قائم کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ سال 1963-65 میں، سابق ریاست جموں و کشمیر کی جانب سے کنزرویٹر آف فاریسٹ نے مدعاعلیہ سمیت جنگل کے کرایہ داروں کے ساتھ پٹہ کے معاہدے کیے تھے۔ اختیار سے باہر یہ قرارداد کالعدم پائے گئے کیونکہ کنزرویٹر آف فاریسٹ گورنر کی جانب پٹہ کے قرارداد پر دستخط کرنے کا اہل نہیں تھا۔ اس کے سلسلے میں، جموں و کشمیر فاریسٹ ایکٹ میں دفعہ 52 (سی) داخل کر کے ترمیم کی گئی، جس سے ضلع اور سیشن جج کے عہدے کی ون مین فاریسٹ تجویز کردہ اتھارٹی تشکیل دی گئی، جس کا مقصد قرارداد میں کسی بھی فریق کو حاصل ہونے والے فوائد/ فوائد کی مقدار کا تعین کرنا ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ فوائد کی وصولی کے لیے ریاست کی طرف سے ون مین اتھارٹی کے سامنے وصولی کا مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ سابق لیسی نے رائلٹی کی اضافی رقم کی وصولی کے لیے جوابی دعوی بھی دائر کیا۔

3. مدعاعلیہ کی طرف سے دائر کیے گئے مقدمے میں، ون مین اتھارٹی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس نے 18 جولائی 1996 کے فیصلے اور ڈگری ذریعے مدعاعلیہ کو اضافی رائلٹی کے بذریعہ پر، اس کے علاوہ Rs.24،009/- سنکنگ فنڈ اور Rs.24،009/- سیکیورٹی ڈپازٹ کے بذریعہ پر، روپے کا حقدار قرار دیا ہے۔ حکم نامے کے حامل/ مدعاعلیہ کے ذریعے 18 جولائی 1996 کے فیصلے اور ڈگری پر عمل درآمد کی درخواست کی گئی تھی۔ 2 نومبر 1998 کے حکم کے ذریعے، پھانسی دینے والی عدالت (پرنسپل ڈسٹرکٹ جج، سری نگر) نے درخواست گزاروں کو ہدایت کی کہ وہ فیصلے اور ڈگری قیود سے ادائیگی کریں ورنہ ان کا آپریٹنگ اکاؤنٹ ضبط کر لیا جائے گا۔ اس حکم کے بعد 29 ستمبر 1998 کا حکم جاری کیا گیا جس میں درخواست گزاروں کی بحالی کی درخواست کو مسترد کر دیا گیا۔ مذکورہ دو احکامات کے خلاف، نظر ثانی کی درخواستیں، جن پر ضابطہ فوجداری کے تحت نزر سانی نمبر 134/1998 ہے اور نمبر 135/1998 اس عدالت کے سامنے

ترجیح دی گئی۔اس عدالت کے ایک بنچ نے 24 ستمبر 2015 کے فیصلے کے ذریعے دونوں نظرثانی درخواستوں کو یکجا کرکے مسترد کر دیا۔درخواست گزاروں نے کنزرویٹر آف فاریسٹ اور دیگران بنام سید اینڈ کمپنی کے بعنوان اپیل نمبر 7184-7185/2016 بذریعہ خصوصی اجازت درخواست کے ساتھ عدالت عظمیٰ سے رجوع کرنے کو ترجیح دی۔عدالت عظمیٰ پایا کہ 24 ستمبر 2015 کے فیصلے/حکم میں مداخلت کرنے بذریعہ کوئی بنیاد نہیں بنائی گئی تھی اور اس حُسبہ 21 اپریل 2016 کے حکم کے ذریعے ایس ایل پیز کو مسترد کر دیا گیا۔پھانسی دینے والی عدالت نے یکم دسمبر 2016 کے ڈگری نامے کے ذریعے قرض دہندگان-درخواست گزاروں کو ہدایت بذریعہ کہ وہ وضاحت کریں کہ ان بذریعہ طرف سے انڈر ٹیکنگ بذریعہ قیود کا احترام بذریعہ وں نہیں بذریعہ اگیا اور ڈگری نامے کے تحت رقم کے کچھ حصے کے جمع ہونے اور طرز عمل بذریعہ وضاحت کے لیے دیے گئے وقت کا بھی نوٹس لیتے ہوئے درخواست گزاروں کو تنخواہ لینے بذریعہ اجازت دی گئی۔پھانسی دینے والی عدالت نے 13 جون 2017 کے ڈگری نامے کے ذریعے واضح بذریعہ اکہ فیصلے کے قرض دہندگان بذریعہ استدعا گزاروں بذریعہ طرف سے بذریعہ گئی استدعا کہ ان بذریعہ طرف سے اٹھائی گئی استدعاوں کا نئے سرے سے جائزہ لیا جائے،اس پر غور نہیں بذریعہ اجاسکا اور اسی حُسبہ استدعا کو مسترد کر دیا گیا اور فیصلے کے قرض دہندگان کو ہدایت بذریعہ گئی کہ وہ 20 مئی 2016 کو پرنسپل چیف کنزرویٹر آف فاریسٹ بذریعہ طرف سے پیش کردہ عہد نامے کو مدنظر رکھتے ہوئے سماعت بذریعہ اگلی تاریخ تک یا اس سے پہلے خط اور روح میں ڈگری نامے کو پورا کریں۔پھانسی دینے والی عدالت نے 5 اگست 2017 کے حکم کے ذریعے واضح کیا کہ 17 جولائی 2017 کا حکم دیگر ملازمین کی تنخواہ لینے اور تقسیم کرنے کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنے گا کیونکہ صرف پرنسپل چیف کنزرویٹر آف فاریسٹ اور کنزرویٹر آف فاریسٹ، نارتھ کی تنخواہ منسلک رہے گی۔ایسا لگتا ہے کہ درخواست گزاروں کے تنخواہ کے کھاتے کو منسلک کرنے کے حکم کو واپس لینے کے لیے درخواست گزاروں کی طرف سے پھانسی دینے والی عدالت کے سامنے درخواست دائر کی گئی ہے۔پھانسی دینے والی عدالت نے 19 اگست 2017 کے حکم کے ذریعے درخواست کو مسترد کر دیا۔اس طرح، درخواست گزار اس عدالت کے سامنے رٹ پٹیشن کے ساتھ آئے ہیں۔

4. میں نے فریقین کے لیے تعلیم یافتہ وکیل کو سنا ہے اور معاملے پر غور کیا ہے۔

5. درخواست گزاروں کے معروف وکیل نے مقدمے کے موضوع کے حقائق کو وسعت دینے کے بعد زور دیا ہے کہ مدعا علیہ/مدعی کے حق میں بطور رقم -/3,45,762 رائلٹی، علحیدا اضافی رقم روپے 24009۔اور سیکیورٹی ڈپازٹ روپے 24009 بشمول 12 فیصد سالانہ سود کے ساتھ کے طور پر لینے کے حقدار قرار دیا گیا ہے،اور فیصلے اور فرمان میں کہیں بھی خاص طور پر اس بات کا ذکر نہیں کیا گیا ہے کہ مرکب سود کا حساب مرکب بنیاد پر کیا جائے گا اور اس لیے عمل درآمد کرنے والی عدالت کی طرف سے مرکب سود کے طور پر سود کی

ادائیگی کے حوالے سے جاری کردہ ہدایات خراب ہونے کے ساتھ ساتھ بنیادی فیصلے اور ڈگری خلاف بھی ہیں۔ یہ استدعا کی جاتی ہے کہ پھانسی دینے والی عدالت نے 18 نومبر 2015، 5 اگست 2017، 19 اگست 2017 کا حکم صرف 2 نومبر 1998 کے حکم کی بنیاد پر جاری کیا ہے، جو حکم درخواست گزاروں کی طرف سے کسی اعتراض کے بغیر جاری کیا گیا ہے۔ یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ درخواست گزاروں نے ایک آزاد ماہر کے ذریعے سود کا حساب لگانے کے لیے عدالت سے درخواست کی تھی لیکن اس درخواست کو قبول نہیں کیا گیا۔

6. دوسری طرف، مدعاعلیہ کی طرف سے پیش ہونے والے دانشور وکلاء نے اس عدالت کی توجہ 20 نومبر 1992 کے فیصلے کی طرف مبذول کرائی ہے، جسے عدالت عظمیٰ نے سول اپیل نمبر۔ 1985 کے 543 اور 1985 کے 544 بعنوان سید اینڈ کمپنی اور دیگران بنام ریاست جموں و کشمیر تھا، تاکہ مدعاعلیہ کو رقم کی وصولی کا حق دیا جائے۔ سول سوٹ کو ترجیح دی گئی۔ درخواست گزاروں نے جواب دعویٰ دائر کیا اور اس کے بعد پیش ہونے کا انتخاب نہیں کیا۔ اس طرح 20 نومبر 1992 کے فیصلے کے ذریعے مقدمے بذریعہ فیصلہ سنایا گیا۔ تعلیم یافتہ وکیل یہ بھی بتاتے ہیں کہ مدعی مدعاعلیہ کے حق میں طے شدہ لکڑی کی رقم اور مقدار کو درخواست گزاروں نے سال 1965 میں غیر قانونی طور پر روک لیا تھا/ برقرار رکھا تھا جیسا کہ عدالت عظمیٰ کے مذکورہ فیصلے کے ساتھ ساتھ فیصلے اور ڈگری سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ ان کے مطابق، ڈگری نامے کی قیود و ضوابط بشمول سود کا حصہ اور مدعاعلیہ کو دی جانے والی لکڑی کی مقدار اچھی طرح سے اہل ہیں جیسا کہ ایگزیکٹو کورٹ نے 2 نومبر 1998 کو ڈگری منظور کرتے ہوئے بھی بیان کیا تھا، جس میں فیصلے کے قرض دہندگان- درخواست گزاروں کو ڈگری نامہ ہولڈر کے حق میں Rs.31، 69,615/- ادا کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ 2 نومبر 1998 کے حکم کو نظرثانی کی درخواست میں چیلنج کرنے کے لیے رکھا گیا تھا، جسے اس عدالت نے مسترد کر دیا تھا اور یہاں تک کہ عدالت عظمیٰ نے بھی 2 نومبر 1998 کے حکم میں مداخلت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اس کے باوجود، درخواست گزار دوبارہ فوری رٹ پٹیشن میں مذکورہ حکم کو منسوخ کرنے کی درخواست کرتے ہیں، حالانکہ اس نے حتمی حیثیت حاصل کر لی ہے اور یہ آئین بھارت کے آرٹیکل 227 کے تحت نگران دائرہ اختیار کے تابع نہیں ہو سکتا۔

7. مدعاعلیہ کی طرف سے دائر سول سوٹ کا حکم دیا گیا۔ پھانسی کی درخواست میں، کچھ احکامات جاری کیے گئے جن میں احکامات بھی شامل ہیں، جن پر یہاں اعتراض کیا گیا ہے۔ ان میں 29 ستمبر 1998 اور 2 نومبر 1998 کے احکامات شامل تھے۔ 29 ستمبر 1998 کے حکم کے قیود سے، بحالی کی درخواست کو مسترد کر دیا گیا اور 2 نومبر 1998 کے حکم کے ذریعے، درخواست گزاروں کو مدعاعلیہ کو روپے 31,69,615/- کی رقم ادا کرنے کی ہدایت کی گئی۔ 29 ستمبر 1998 اور 2 نومبر 1998 کے ان دونوں احکامات کو نظرثانی بذریعہ درخواستوں میں چیلنج بذریعہ اگیا تھا، جنہیں 24 ستمبر 2015 کے حکم کے ذریعے مسترد کر دیا گیا تھا۔ عدالت عظمیٰ کے سامنے ایس ایل

پیز کو ترجیح دی گئی، جس نے بھی یہی نتیجہ دیکھا اور 21 اپریل 2016 کے حکم نامے کے ذریعے مسترد کر بذریعہ گیا۔ اس طرح، 29 ستمبر 1998 زائد 2 نومبر 1998 کے احکامات حتمی شکل اختیار کر چکے ہیں زائد درخواست گزاروں کے لیے اب انہیں اس عدالت کے سامنے چیلنج کرنے کے لیے کھلا نہیں ہے کہ وہ بھی آئین بھارت کے آرٹیکل 227 کے تحت ایک رٹ پٹیشن میں آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت درج ذیل عدالتوں کے احکامات کو چیلنج کرنے سے متعلق قانون کے طور پر اچھی طرح سے طے شدہ ہے کہ عدالت عالیہ اپنے نگرانی کے اختیارات کے استعمال میں مداخلت کر سکتی ہے جب اس کے ماتحت ٹریبونلز زائد عدالتوں کے احکامات میں پیٹنٹ کی خرابی ہو یا جہاں فطری انصاف کے اصول بنیادی اصولوں پر انصاف کی سنگین زائد واضح ناکامی ہوئی ہو۔ باہر ہو گیا۔ اس رٹ پٹیشن میں اعتراض شدہ احکامات میں مداخلت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ معقول احکامات ہیں۔ اس سلسلے میں حوالہ **شالنی شیام شیٹی بنام راجندر شنکر پاٹل، 2010 اے آئی آر ایس سی ڈبلیو 6387؛ عبدالرحمن ڈار اور دیگران بنام شوکت علی بھٹ اور دیگران، 2011 (IV) جے کے جے 334 (ایچ سی)؛ اور رادھے شیام اور دیگر بنام چھابی ناتھ اور دیگران، اے آئی آر 2015 ایس سی ڈبلیو 1849** میں طے شدہ قانون سے ملتا ہے۔

8. اوپر جو کچھ کہا گیا ہے اس کے باوجود، رٹ پٹیشن میں میرٹ کا فقدان ہے اور اسی حسبہ منسلک سی ایم (ایس) کے ساتھ اسے مسترد کر دیا جاتا ہے۔ عبوری ہدایت، اگر کوئی ہو، خالی رہے گی۔

9. کاپی نیچے بھیجی جائے۔

(تاشی ربستان)

جج

سری نگر

28.07.2021

چاہے آرڈر قابل اطلاع ہو: **ہاں / نہیں۔**

Basharat Saleem
2025.04.15 12:36
I attest to the accuracy and integrity of this document